بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد نمبر ۲۲ — شمارہ نمبر ۱۸

جاری کردہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

مدیر مسئول

جانشین شیخ التفسیر

مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

رئیس التحریر

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

مدیر

محمد سعید الرحمٰن علوی

ادارہ تحریر

◎ مولانا محمد اجمل

◎ زاہد الراشدی

◎ صالح محمد سرور

بدل اشتراک

سالانہ ۳۵.۰۰

ششماہی ۱۸.۰۰

سہ ماہی ۹.۵۰

فی پرچہ ۰.۷۵

عید کا پیغام

عید کی آمد آمد ہے۔ پرچہ قارئین کے ہاتھوں میں پہنچے گا تو وہ ماہ مبارک کو الوداع اور عید کے استقبال کی طیاریوں میں معروف ہوں گے۔

عید کیا ہے؟ خوشی و مسرت کے ساتھ ساتھ اللہ کے حضور رونے اور گڑگڑانے کا دن۔

اسلام جو دین فطرت ہے اس نے "خوشی و مسرت" کا بھی کیا عجیب تصور دیا؟ بجائے اس کے کہ تم دوسری اقوام و ملل کی طرح آوارگی و بے حیائی کے کام کر کے خوشی کی گھڑیاں گزارو۔ اس نے معمول سے ایک بار زائد بارگاہ ربوبیت میں جھکنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ نماز فجر سے فارغ ہو کر جلدی سے اہتمام کرو اور ایک "زائد" نماز کے لیے عیدگاہ میں جاؤ۔ اس جانے کے لیے اچھے سے اچھے کپڑوں کا اہتمام بتلایا۔ غسل، خوشبو کو سنت قرار دیا۔ اور اپنے جسم پر انعامات خداوندی کی بہتر سے بہتر نمائش "بطور تحدیث نعمت" کو سنت بتلا کر فرمایا۔ کہ جب گھر سے نکلو، تو تمہاری زبان پر اللہ کی کبریائی و عظمت کے زمزمے ہوں۔ سنجیدگی، متانت تواضع اور فروتنی کی تصویر بن کر عیدگاہ جاؤ، دوگانہ ادا کرو، خطبہ سنو، اور پھر اسی طرح واپس آ جاؤ۔

اللہ کی باعظمت ذات نے وعدہ کیا کہ تم رمضان کے تقاضے پورے کر کے جب اجتماعی طور پر میرے حضور آ کر جھکو گے اور زمزمہ ہائے تکبیر و تقدیس کے ساتھ ندامت کا بھرپور احساس تمہارے دل میں جاگزیں ہو گا تو عیدگاہ سے تمہاری واپسی ایسے ہو گی کہ:

"تم سب کے گناہ معاف ہوں گے بلکہ چھوٹے موٹے گناہ نیکیوں میں تبدیل کیے جا چکے ہوں گے۔"

لیکن افسوس کہ ہم نے اُجلے کپڑے ضرور پہنے اور اب بھی پہنیں گے خوشبو و عطر کا استعمال بھی حسب سابق ہو گا۔ انواع و اقسام کے مرغن کھانے بھی تیار ہوں گے پر ہمیں عید کی حقیقی مسرتیں نصیب نہ ہوں گی — دل اطمینان و طمانیت سے اسی طرح محروم ہو گا، محرومی و بربادی کے تاریک

ساتھ اسی طرح ہم پہ مسلط ہوں۔ وجہ ظاہر ہے کہ یہ مسرت و خوشی اصل میں روزہ اور تراویح کے اعمال خیر کے پیش نظر نصیب ہوتی ہے۔ اور جب نہ روزہ ہو نہ تراویح تو محض اجلے کپڑے باعث مسرت نہیں ہو سکتے۔

عید گاہ میں آنا جانا ہوتا ہے تو حکم خدا سمجھ کر نہیں محض رسم کے طور پر (اِلّا ما شاء اللہ) اور دوگانہ کی ادائیگی سے قبل نہ روزہ تھا نہ تراویح اور ادائیگی کے بعد سینما یا میلہ یا بازاروں کی آوارگی، ایسے میں خوشیوں اور مسرتوں کا خالق ہمیں کیونکر خوشی نصیب فرمائے گا؟

احترام رمضان کی صورت بازاروں اور محلوں میں جا کر دیکھیں، معلوم ہوتا ہے رمضان آیا ہی نہیں۔ اور گویا ہمارے لیے ہر دن عید کا دن ہے۔ جب ہم نے اپنی غلط سوچ سے ہر دن کو عید کا دن بنا لیا اور احکم الحاکمین کا حکم سمجھ کر اپنے جذبات پر کنٹرول نہ کیا تو پھر عید کیسی؟ اور خوشی کیسی؟ ہمیں تو اتنا بھی احساس نہیں ہوتا کہ یوم پاکستان کو ۱۴ اگست تھا تو ۲۷ رمضان المبارک بھی تھا اور اس آزاد وطن پر پہلا ہلالِ عید اس طرح نمودار ہوا تھا — کہ تباہ حال قافلے، لٹی ہوئی عصمتیں، معصوم بچوں کے حسین ڈھانچے اور جوانوں کی دم توڑتی جوانیاں چار سُو بکھری تھیں۔ ایسے میں عید آئی تو قدرت کی اس میں ایک تنبیہ تھی کہ تمہارے اعمال کے ردِ عمل کے طور پر خوشی چھینی بھی جا سکتی ہے۔ اگر اس وقت ہمارے سامنے غلامی کا عذر تھا تو آج تو کوئی عذر نہیں لیکن کیا ہم مسلمان ہو گئے؟ حقیقی مسلمان؟ کیا ہم نے لا الٰہ الا اللہ کی حکومت قائم کی؟ مقصدِ پاکستان کا پاس و احساس کیا؟ اگر ہر سوال کا جواب نفی میں ہے تو پھر شکوہ کیسا اور گلہ کس بات کا؟

میرا یہی پیغام عید ہے کہ اجتماعی طور پر بارگاہِ ربوبیت میں سجدہ ریز ہو کر تلافی مافات کی کوشش کرو، آئندہ کے لیے طاغوت اور اس کی مختلف النوع طاقتوں طاقتوں سے ٹکرا کر نظام حق و عدل کے قیام کے لیے کمربستہ ہو جاؤ، خوشیاں تم پر سایہ فگن ہو جائینگی۔
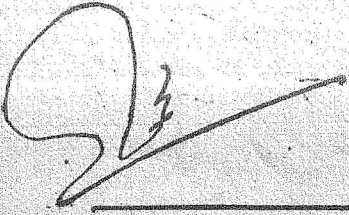
ہائے او موت تجھے موت آئی ہوتی

نوائے وقت کے جواں سال سب ایڈیٹر "یوسف ثمر" کی موت کا سب کو علم ہو چکا ہے۔ وہ اپنے مرحوم باپ کی واحد نشانی تھا۔ ابھی تھوڑا عرصہ پہلے شادی ہوئی لیکن بے رحم معاشرہ اس گھر کی خوشیاں دیکھ نہ سکا اور معاشرہ کی بے رحمی یوسف کی موت کا باعث بن گئی۔

وقت معین کی بات اپنی جگہ صحیح لیکن اس بنیاد پہ جرائم پیشہ لوگوں کو ڈھیل دینا تو مناسب نہیں واقعات کی کڑیاں یہی بتاتی ہیں کہ کسی کی شقاوت ہی اس کی موت کا باعث ہے۔ اس کی مظلومانہ موت اس کے لیے انشاء اللہ کفارہ سیئات ہو گی۔ خدا اسے اپنے رحم سے نوازے، لواحقین کو صبر و حوصلہ عطا فرمائے۔

خدا کرے کہ قانون کے نازک مزاج محافظ اس لاقانونیت کا مناسب تدارک کر سکیں۔

کراچی میں قیامت صغریٰ

لیاری کے علاقہ کی چھ منزلہ عمارت گری، نقصان ہوا اور بے پناہ۔ بہت حد تک تفصیلات سامنے آ چکی ہیں۔ یہ حادثہ بڑا اندوہناک اور جگر پاش ہے۔ تھوک کے حساب سے جنازے۔ پناہ بخدا: چھوٹے بڑے ذمہ دار سبھی جائے حادثہ پر گئے۔ مرنے والوں کا کوئی وارث باقی تھا تو اس سے اظہار افسوس کیا۔ ہسپتالوں میں مریضوں کو دیکھا۔ امداد و تعاون کے وعدے کیے۔ تحقیقات کا یقین دلایا۔ بلکہ ہائی کورٹ کے جج کی تقرری کی خبر آ چکی ہے۔ حالات کا اندازہ کسی قیامت کی خبر دے رہا ہے۔ مکمل اور بے لاگ

(باقی صـ ۱۴ پر)

خطبہ جمعہ ضبط و ترتیب : ادارہ

عید ــــــ محاسبہ اعمال کا دن

از شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ

تا ... وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۔ صدق اللہ العظیم ۔

یہ آیات سورۂ بقرہ کی ہیں۔ گزشتہ جمعوں میں اللہ کی توفیق سے ان کے متعلق کچھ نہ کچھ عرض کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور عمل کی توفیق دے۔

اب چونکہ وہ مہینہ قریب آلاختتام ہے، اور رحمت و مغفرت اور جہنم سے آزادی کا مبارک موسم ختم ہو رہا ہے۔ اس لیے تبرکاً یہ آیتیں پڑھ دیں۔ اور خیال یہ ہے کہ یہ مبارک ساعتیں جس انداز سے گزریں ان پر ایک اچٹتی سی نظر ڈال لی جائے۔ اس سے پہلے حضور علیہ السلام کے چند ارشادات کا خلاصہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو اس مبارک عبادت کی فضیلت اور اجر سے متعلق ہے۔

ایک بات

تو آپ نے بارہا مرتبہ سنی کہ اللہ رب العزت کا ارشادِ گرامی بہ صورت حدیث قدسی موجود ہے کہ "روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر ہوں"۔ اس کے علاوہ بھی متعدد ارشادات سماعت فرمائے۔ یعنی گزشتہ اجتماعات میں اب چند ارشاد پیش خدمت ہیں جو اختتام رمضان سے متعلق ہیں۔

★

پہلا ارشادِ رسولؐ

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے جو منقول ہے اس کو امام احمدؒ نے نقل فرمایا۔ اور اس کے راوی مشہور صحابی رسولؐ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میری امت کو بخش دیا جاتا ہے۔ رمضان کی آخری رات میں۔ کسی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے پیغمبرؐ! یہ بخشش و مغفرت کا انعام لیلۃ القدر میں ہوتا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا۔ بلکہ مزدور کا اجر اسے اس وقت ملتا ہے جب وہ اپنا کام پورا کر لے۔ (مشکوٰۃ ۱۷۶)

گویا آپؐ نے اس مہینہ کی برکت کا ذکر فرمایا کہ ساری امت کی بخشش ہو جاتی ہے لیکن یہ کرم شب قدر سے متعلق نہیں بلکہ اختتام رمضان سے متعلق ہے اور شب قدر ضروری نہیں کہ آخری ہی رات ہو۔ کیونکہ اس کے لیے نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ کہ اسے رمضان کے تیسرے عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو اور گو کہ یہ حتمی نہیں تاہم بہت سے اہل اللہ کے مشاہدات اس قسم کے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ۲۷ ویں شب ہے (واللہ اعلم) بہرحال مغفرت کا پروانہ تو آخر میں ملتا ہے۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ مزدوری کام کے آخر میں ملتی ہے۔

بخشش کے متعلق دوسرا ارشادِ رسولؐ

اس ارشادِ رسولؐ کے راوی حضرت انس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ ہیں جنہیں کامل دس برس پیغمبر اسلام علیہ السلام کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی اور اس روایت کو امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں نقل کیا۔ فرماتے ہیں کہ:

"نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کی رات حضرت جبرئیل امین علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لاتے ہیں۔ (اور اس کا ذکر قرآن کریم کی سورۂ قدر میں بھی موجود ہے) اور وہ اپنی جماعت سمیت ہر اس بندہ کے لیے دعا میں مشغول ہو جاتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے اللہ تعالیٰ کی یاد و ذکر میں مشغول ہو (اس میں نماز، تلاوت، دعا و مناجات، درود و استغفار ساری باتیں شامل ہیں) اور جب عید کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ

اے جماعت ملائکہ! (یہ تو بتلاؤ) کہ اس مزدور کی مزدوری کیا ہونی چاہیے جس نے اپنا کام پورا کر دیا ہو؟ تو جواب میں فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اے اللہ! اس کی جزا یہ ہے کہ اس کا معاوضہ اور اجر پورا پورا دیا جائے۔

تب اللہ پاک فرماتے ہیں کہ فرشتو! میرے بندوں اور بندیوں نے میرا حکم سمجھ کر رمضان کے روزے رکھے اور اب وہ (عیدگاہ) کی طرف نکلے ہیں اس حال میں کہ دعا و مناجات میں پوری طرح منہمک ہیں۔ اور پوری آہ و زاری سے مجھ سے فریادیں کر رہے ہیں۔ لہٰذا مجھے اپنی عزت، جلال، کرم، برتری اور ارتفاع مکان کی قسم کہ میں ضرور ان کی دعائیں قبول کرونگا پس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے بندو! (اپنے گھروں کو) لوٹ جاؤ بلاشبہ میں نے تمہیں بخش دیا۔ اور تقاضائے بشریت جو کمزوریاں واقع ہوئیں اور چھوٹے موٹے گناہ سرزد ہو گئے انہیں نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔" (مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۵، ۱۸۲)۔

سبحان اللہ! نبی برحق کا یہ ارشاد گرامی اللہ کی مخلوق کے لیے کس قدر طمانیت و سکون کا باعث ہے کہ اللہ رب العزت گنہگاروں کی بخشش و مغفرت کا ایسا سامان کرتے ہیں کہ بہ حیثیت انسان جو لغزشیں ہوتیں انہیں نہ صرف معاف فرما دیتے ہیں بلکہ عید کے دن دعا و مناجات اور آہ و بکا کے صدقہ ان کے بدلے میں نیکیاں مرحمت فرماتے ہیں۔ اور اپنے خزانہ غیب سے نوازتے ہیں۔

رمضان کا مقدس مہینہ

جو رحمتوں کا پیغام لے کر آیا۔ جس کی ایک ایک گھڑی قدرت کی بے پایاں رحمتوں کو شامل ہو جس میں گناہ کا ایک بہت بڑا باعث شیطان مقید ہو، جس میں جہنم کے دروازے بند ہوں، جس میں باب جنت کھلا ہو اور جس کی ایک رات ہزار مہینوں سے افضل ہو، اور جس کے تین عشرے رحمت، مغفرت اور جہنم سے آزادی کے عشرے ہوں۔ اس مہینہ میں محروم رہنا اور خدا کو راضی نہ کرنا اتنی بڑی محرومی اور کتنی بدبختی ہے۔

محض اس بات پر خوش ہو جانا

کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد یہ ہے کہ عید کے دن مغفرت ہو جاتی ہے لہٰذا سارا مہینہ جو چاہو کرو۔ اور عید کے دن اجلا لباس پہن کر دوگانہ پڑھ کر سب کیا دھرا معاف ہو جائے گا، غلط فہمی ہے (جبکہ عید سے فارغ ہو کر پھر رخ سینما وغیرہ کی طرف ہو) بلکہ یہ پیغام مسرت و خوشی ان سعید روحوں کے لیے ہے جنہوں نے اپنی توانائیاں یادِ خدا میں صرف کر دیں۔ ہاتھ پاؤں حرکت میں لائے۔ دن کو روزے رکھے، رات کو قیام کیا اور پھر بھی بشری تقاضے لغزشوں کا باعث بن گئے۔ نہ یہ کہ ایک آدمی نے نہ روزہ رکھا نہ تراویح پڑھی بلکہ کھلے بندوں اور سربازار روزہ کا مذاق اڑایا۔ خوب کھایا اور خوب پیا، بلکہ روزہ داروں اور شب بیداروں

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

صدقۃ الفطر کے احکام

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کو ضروری قرار دیا۔ (فی کس) ایک صاع کھجوریں یا اسی قدر جَو دئے جائیں۔ غلام اور آزاد، مذکر اور مؤنث (یعنی مرد اور عورت) اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کی طرف سے اور نماز عید کے لیے لوگوں کو جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔"

(مشکوٰۃ ص۱۶۰ بحوالہ بخاری و مسلم)

صدقۂ فطر کس پر واجب ہے

صدقۂ فطر اس پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت ملکیت میں ہو یا اگر سونا چاندی اور نقد رقم نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان موجود ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کی بن سکتی ہے تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مال نصاب پر چاند کے حساب سے ایک سال گزر جائے لیکن صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لیے یہ شرط نہیں ہے۔ اگر رمضان کی تیس تاریخ کو کسی کے پاس مال آ گیا جس پر صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے تو عید الفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اس پر صدقۂ فطر واجب ہو جاتا ہے۔

فائدے حکم شرعی کے انجام دینے کا ثواب تو ملتا ہی ہے اس کے ساتھ مزید دو فائدے اور ہیں۔

اول یہ کہ صدقۂ فطر روزوں کو پاک و صاف کرنے کا ذریعہ ہے۔ روزے کی حالت میں جو فضول باتیں کیں اور جو خراب اور گندی باتیں زبان سے نکلیں، صدقۂ فطر کے ذریعے روزے ان چیزوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عید کے دن ناداروں کو مسکینوں کی خوراک کا انتظام ہو جاتا ہے۔ اور اسی لیے عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھو کتنا سستا سودا ہے کہ محض دو سیر گیہوں دینے سے تیس روزوں کی تطہیر ہو جاتی ہے۔

اس لیے بعض بزرگوں نے فرمایا کہ اگر مسئلہ کی رو سے کسی پر صدقۂ فطر واجب نہ بھی ہو تب بھی دینا چاہیے کہ خرچ معمولی اور نفع زیادہ ہے۔

کس کی طرف سے صدقۂ فطر دیا جائے

عورت پر اپنی طرف سے دینا واجب ہے شوہر کے ذمہ اس کا صدقۂ فطر ادا کرنا ضروری نہیں۔ ہاں شوہر کی جو نابالغ اولاد ہے اس کی طرف سے اس پر صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔ بچوں کی والدہ کے ذمہ بچوں کا صدقۂ فطر دینا لازم نہیں۔ اگر بیوی کہے کہ میری طرف سے ادا کر دو اور شوہر بیوی کی طرف سے ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا۔ اگرچہ اس کے ذمہ لازم نہیں۔ شرعی جہاد کے دور میں غلام باندی آتے وہ جس کی ملکیت ہوتے اس کے ذمہ ان کا صدقہ بھی لازم تھا۔ افسوس کہ آج شرعی جہاد کی نعمت سے محروم ہیں۔

صدقۂ فطر میں کیا دیا جائے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کی

ادائیگی میں دینار و درھم (سونے چاندی کے سکے) کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ عام طور پر گھروں میں استعمال ہونے والی چیزوں کا ارشاد فرمایا۔ جیسے حدیث بالا میں ایک صاع کھجور یا جَو کا ذکر ہے۔ دوسری حدیثوں میں ایک صاع پنیر یا ایک صاع کشمش کا ذکر ہے۔ بعض روایات میں دو آدمیوں کی طرف سے ایک صاع گیہوں کا ذکر ہے اور حضرت الامام ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب ہے کہ اگر گندم دے تو نصف صاع اور جَو دے تو ایک صاع! زمانہ نبوت میں گندم وغیرہ ناپ کر فروخت ہوتے تول کا رواج نہ تھا، تو اس زمانہ میں ناپ کے پیمانہ کا ذکر ہے۔ ہمارے یہاں کے بزرگوں نے حساب لگایا تو اسی تولہ کے سیر کے حساب سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک فی کس بنتا ہے۔ (احتیاطاً ۲ سیر۔ مدیر)

ادائیگی کا وقت

صدقہ فطر عید کے دن کی صبح طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔ عید سے پہلے بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ پہلے ادا نہ کیا تو ساقط نہ ہوگا اس کی ادائیگی برابر ذمہ رہے گی۔ جو بچہ عیدالفطر کی صبح صادق ہو جانے کے بعد پیدا ہوا اس کی طرف سے ادائیگی واجب نہیں۔ اسی طرح اس سے پہلے کوئی مر گیا، جب بھی نہیں۔

نابالغ کا صدقہ

اس کے مال سے دیا جائے اگر وہ مالدار ہے۔ مثلاً کسی نے اس کو مال ہبہ کیا یا میراث کا مال پہنچا اس صورت میں اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔ اس کے مال سے دے۔

اگر کسی نے روزے نہ رکھے تب بھی بصورت نصاب صدقہ فطر ادا کرنا ہوگا۔ ادائیگی میں گندم یا جَو کے بجائے ان کا آٹا اسی مقدار سے اور نقد قیمت حساب کر کے دینے کی اجازت ہے بلکہ قیمت سے ادائیگی افضل ہے (کیونکہ محتاج لوگوں کی ضروریات مختلف ہوتی ہیں وہ قیمت سے ان کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ مدیر)

چند مسائل

ایک شخص کا صدقہ فطر ایک ہی کو دینا، تھوڑا تھوڑا کر کے کئی محتاجوں کو دینا، کئی آدمیوں کا صرف ایک محتاج کو دینا سب جائز صورتیں ہیں۔

جس پر زکوٰۃ واجب ہے یا اتنی مقدار میں مال اس کے پاس ہے یا ضرورت سے زائد اتنا سامان ہو جس کی وجہ سے صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کو صدقہ دینا جائز نہیں۔

اپنی اولاد یا ماں باپ اور اوپر کے رشتہ داروں کو صدقہ نہیں دے سکتے۔ ہاں بہن بھائی، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔ شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو نہیں دے سکتی۔ بنو فاطمہ وغیرہ کو زکوٰۃ کی طرح صدقہ فطر دینا بھی جائز نہیں۔ اسی طرح پیشہ ور لوگوں کی ظاہری شکل دیکھ کر بھی دینا جائز نہیں خوب تحقیق کر کے ادا کریں۔

جن رشتہ داروں کو صدقہ فطر دینا جائز ہے انہیں دینے میں شرعی حکم کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ صلہ رحمی کا بھی ثواب ملتا ہے۔

نوکروں کو بھی صدقہ فطر دیا جا سکتا ہے مگر ان کی تنخواہ میں لگانا درست نہیں۔

بالغ عورت ضرورت مند ہے تو اسے بھی صدقہ دے سکتے ہیں اگرچہ اس کے میکے والے مالدار ہوں۔

(ماخوذ از البلاغ)

حکمتِ روزہ

حکیم الامت امام ولی اللہ دہلوی رحؒ کے فلسفے کی روشنی میں

محمد مقبول عالم بی اے ، جائنٹ سیکرٹری ولی اللہ سوسائٹی پاکستان ، لاہور

اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔ جن پر اس دین کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ان میں سے ایک رکن روزہ ہے۔

روزے کا حکم صرف مسلمانوں ہی کو نہیں دیا۔ بلکہ پہلی امتوں کو بھی دیا گیا تھا۔ اسی لیے روزے رکھنے کا رواج تمام قوموں میں پایا جاتا ہے۔ اور یہ انسان کی ایک مشہور فطرت بن گیا ہے۔

روزہ میں انسان کھانے پینے اور جسم کی دوسری خواہشوں سے اپنے نفس کو روکتا ہے۔ اس طرح نفس پر کنٹرول کرتا ہے۔ اس کنٹرول سے نفس کی سرکشی جاتی رہتی ہے۔ اور وہ بری خواہشوں سے باز رہتا ہے۔

اس لیے نفس کو پاک کرنے کے لیے روزہ ایک بہت بڑا عمل اور ایک بہت بڑی ریاضت ہے۔ قرآن کریم نے روزے کی حکمت یہی بیان فرمائی ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ تاکہ تم برائیوں سے بچتے رہو۔

امتِ مسلمہ میں بہت سے حکیم اور عالم گزرے ہیں۔ جو اپنے اپنے زمانے میں مسلمانوں کی راہنمائی اور ان کی اصلاح کرتے رہے ہیں۔ ان میں سے ایک بہت بڑے حکیم اور عالم آخری دور میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ہوئے ہیں۔ یہ ہمارے زمانے کے بہت قریب ہیں۔ اس لیے اس زمانے کے تقاضوں کے مطابق دین کی باتیں بیان فرماتے ہیں جو بڑی مفید ہیں۔ یہ باتیں ہمارے معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی مسئلوں کے متعلق بھی ہیں۔ انھوں نے دین کے سارے حکم بیان فرماتے ہیں اور ان کی حکمتیں بھی بتاتی ہیں۔

ایسے ہی حضرت شاہ ولی اللہ نے روزے کی حکمت بھی بیان فرمائی ہے۔ اپنی بے نظیر کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ عام طور پہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شرعی حکموں میں کوئی حکمت اور مصلحت نہیں ہے۔ اور یہ محض بندے کی فرمانبرداری کا امتحان لینے کے لیے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ خیال غلط ہے۔ قرآن و حدیث میں اکثر حکموں کی حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ آپ نے مثال کے طور پر بہت سے حکموں کا ذکر کیا ہے اور ان کی مختصر حکمتیں بیان کر کے اپنی بات کو ثابت کیا ہے۔ اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ روزے کا حکم نفس کو دبانے کے لیے دیا گیا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ بندے کی خواہشات کو توڑنے کے لیے ہے۔

اس کے علاوہ حضرت شاہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ جلد اوّل کے پانچویں بحث میں نیکی اور بدی کے تمام عملوں کا ذکر کیا ہے۔ اس میں اسلام کے سارے ارکان کی حکمتیں بیان کی ہیں۔ سب سے پہلے توحید کا ذکر ہے۔ جو سب نیکیوں کی بنیاد ہے۔ پھر شرک کا ذکر ہے جو سب بدیوں کی جڑ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی صفتوں اور اس کی تقدیر پر ایمان لانے کا ذکر کیا ہے ایسے ہی آپ نے وضو، غسل، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور دوسرے نیکی کے عملوں کی بڑی تفصیل سے ایک ایک باب میں حکمتیں بیان کی ہیں۔ اس کے بعد گناہوں اور ان کی مختلف قسموں اور ان کی خرابیوں کا ذکر کیا ہے۔ غرض اس بحث میں سترہ ابواب ہیں۔ ان میں بڑی شاندار بحثیں کی ہیں۔

ہم ذیل میں اس کے باب "اسرار الصوم" کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ عوام اور خواص اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

حضرت شاہ صاحب روزے کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہ روزہ کیسے جاری ہوا فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوا کہ کسی انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خیال ڈالا گیا اور اسے سمجھایا گیا کہ اس کی حیوانی طبیعت کا جوش اس کی ترقی اور تکمیل کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہے۔ جو روحانی قوت کی فرمانبرداری سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لیے وہ حیوانی طبیعت کے جوش سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اور اس جوش کو توڑنے اور اسے ٹھنڈا کرنے کی راہ تلاش کرتا ہے۔ اس نے معلوم کیا کہ اس بارے میں جو تدبیریں بہترین مددگار ثابت ہوتی ہیں وہ بھوک، پیاس، ترکِ جماع، اور زبان، دل اور دوسرے اعضاء کو قابو میں رکھنا ہے۔ اس لیے وہ انہی باتوں کو اپنی نفسانی بیماریوں کے علاج کے طور پر اختیار کر لیتا ہے۔ یہ

ایک حکیم شخص ہے جس نے اپنی سمجھ سے روزہ رکھنا شروع کیا اور اسے مفید پایا۔

اس کے بعد دوسری قسم کا شخص وہ ہے جو اللہ کے نبی سے جو سچی خبر دینے والے ہوتے ہیں نفس کی بیماریوں کے علاج کے لیے روزے کا حکم پاتا ہے اور اپنے دل کی شہادت کے ساتھ اس پر عمل کرتا ہے اور فائدہ اٹھاتا ہے۔

تیسری قسم کا ایک عامی شخص ہے۔ جو نبیوں کی تعلیم کے تحت روزہ رکھتا ہے اگرچہ اس کی حقیقت سے ناواقف ہوتا ہے۔ اس کی حیوانی طبیعت کا جوش ٹوٹ جاتا ہے اور گناہوں سے باز رہتا ہے اور اس کا فائدہ پورے طور پر اپنی آخرت کی زندگی میں پائے گا۔

روزے کی اصل حقیقت بیان کرنے کے بعد حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اکثر انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس کا کمال اور سعادت اس بات میں ہے کہ اس کی طبیعت اس کی عقل کے تابع ہو جائے۔ لیکن اس کی طبیعت سرکشی کرتی ہے۔ کبھی تو وہ تابع ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی۔ اس لیے ضرورت پڑتی ہے کہ نفس کو مشقت میں ڈالنے والے کسی عمل کو اختیار کیا جائے اور اسے بار بار کیا جائے جیسے کہ روزے رکھنا۔ وہ اس عمل کے لیے اپنی طبیعت کو مجبور کرتا ہے اور اپنے عہد کو پورا کرنا لازم سمجھتا ہے۔ چنانچہ وہ ہر عمل بار بار کرتا ہے۔ اور اس کا اہتمام کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنا مقصد حاصل کر لیتا ہے۔ یہ روزے کی ایک حکمت ہے۔

روزے کی ایک دوسری حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے۔ وہ توبہ کرتا ہے اور اپنے نفس کو سزا دینے کے لیے روزے رکھتا ہے۔ یہ روزے اس گناہ کے مقابلے میں اس کے نفس کو زیادہ سخت معلوم ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ آئندہ اس قسم کا گناہ کرنے سے باز رہتا ہے۔

حضرت شاہ صاحب روزے کا ایک اور فائدہ بیان کرتے ہیں کہ کبھی انسان کے اندر عورتوں کی طرف میلان جوش کر جاتا ہے۔ مگر وہ شادی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اسے گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف لگا رہتا ہے۔ ایسا شخص روزے کے ذریعے اپنی شہوت کے جوش کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص شادی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ روزے رکھے۔ کیونکہ روزے رکھنا اس کے حق میں خصی ہونے کی طرح ثابت ہو گا۔

اس کے بعد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یاد رہے کہ روزہ خود بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ اس سے انسان کی روحانیت طاقتور ہو جاتی ہے۔ روح کے چہرے کو روشن کرنے والا اور طبیعت کے جوش کو ٹھنڈا کرنے والا روزے سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہے۔ اس لیے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ کہ روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

روزے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے جس قدر طبیعت کا جوش کمزور ہوتا جاتا ہے اسی قدر گناہوں کا کفارہ ہوتا جاتا ہے۔ اور انسان فرشتوں کے بہت مشابہ ہو جاتا ہے۔ فرشتے روزہ دار سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ فرشتوں کے ساتھ اس محبت کے تعلق کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حیوانی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور روحانی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔

رمضان کے مہینے میں ہر سال روزوں کے لیے خاص کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر روزے کو ایک مشہور رسم اور دستور بنا لیا جائے تو انسان بہت سی بری رسموں اور ان کی خرابیوں سے بچ جاتا ہے اور اسے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جب کوئی پوری امت روزوں کو لازم کرلے اور ان کی پابندی اختیار کرے تو اس امت کے شیطان زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے اس پر کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ اس فضا کا اثر ہے جو رمضان میں روزے رکھنے سے ساری امت میں پھیل جاتی ہے۔

اس سے آگے ایک بہت بلند حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب کوئی انسان اپنے نفس کو دبانے اور اس کی برائیاں دور کرنے کے لیے کوئی عمل کرتا ہے تو اس عمل کی ایک مقدس صورت روحانی عالم میں جسے مثال کہتے ہیں پیدا ہو جاتی ہے۔ جب نیکوکار اور عارف لوگوں میں سے کوئی شخص اس صورت کی طرف توجہ کرتا ہے تو عالم غیب سے اس کے علم میں زیادتی کی جاتی ہے اور وہ پاکیزگی اور صفائی کے ذریعے ترقی کرتے ہوئے ذات الٰہی کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ کہ روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

رمضان میں اعتکاف کرنے کا بھی حکم ہے۔ اس کی حکمت بیان کرتے

ہوتے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی دفعہ ایک عقلمند شخص اپنے دنیوی کاموں میں مشغول ہونے کی وجہ سے نقصان محسوس کرتا ہے۔ اور اس کے حواس بیرونی اثرات سے بھر جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں جب وہ دنیا کے کام چھوڑ کر مسجد میں اپنے آپ کو بند کر لیتا ہے جہاں نمازیں پڑھی جاتی ہیں اور وہ بھی عبادت میں لگ جاتا ہے تو اسے بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس عمل پر وہ ہمیشہ کاربند نہیں رہ سکتا اور یہ قاعدہ ہے کہ جو چیز پورے طور پر حاصل نہ کی جا سکے اسے بالکل چھوڑ بھی نہیں دینا چاہیئے۔ اس لیے وہ شخص اپنے دنیوی کاموں میں سے کچھ فرصت کا وقت نکال کر اپنی طاقت کے مطابق اعتکاف کر لیتا ہے اور فائدہ اٹھاتا ہے۔ یہ حکیم شخص ہے۔

دوسری قسم کا شخص وہ ہے جو اللہ کے نبی سے اعتکاف کا حکم پاتا ہے اور اسے اپنے دل کی شہادت سے قبول کر لیتا ہے۔ اور اس پر عمل کرتا ہے اور فائدہ اٹھاتا ہے۔

تیسری قسم کا شخص ایک عامی آدمی ہے۔ اسے مجبور کر کے اعتکاف کرایا جاتا ہے۔ اسے بھی فائدہ ہوگا جیسے کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

اعتکاف کی ایک اور حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان روزہ تو رکھ لیتا ہے لیکن وہ اپنی زبان کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ زبان کی حفاظت کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ وہ اعتکاف کرے اور اپنے آپ کو بند کر لے۔

پھر فرماتے ہیں کہ انسان لیلۃ القدر کی تلاش کرتا ہے اور وہ اس مقدس رات میں فرشتوں کی جماعت میں شامل ہونے کی آرزو رکھتا ہے۔ اسے یہ بات اعتکاف کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اعتکاف کا ایک فائدہ یہ بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

سے تمسخر کیا اور دریائے رحمت کی موجوں سے سیرابی حاصل نہیں کی ان پر نظر عنایت ہوگی تو کیونکر ہوگی ؟

ہاں اس قسم کا نالائق آدمی

اگر دل کی گہرائیوں سے توبہ کرتا ہے (توبۃ النصوح) گڑگڑاتا ہے ، روتا ہے ، درِ اقدس پر جھکتا ہے ۔ اور تلافی مافات کی کوشش کرتا ہے تو اللہ کی رحمت اسے بھی ڈھانپ لے گی اور اس کے گناہ معاف کر دے گی

بصورت دیگر

جب اس نے رحمت کے مخصوص موسم سے فائدہ اٹھایا تو آج عید کے دن کس بھلائی کا طالب ہے ؟

کل اللہ کے فرشتے منادی کر رہے تھے

کہ اے طالب خیر ! جلدی کر اور اے طالب شر ! تو رک جا ۔ لیکن اس نے نہ خیر سے واسطہ رکھا نہ شر کو چھوڑا تو اب خیر کہاں سے ڈھونڈتا ہے ۔ اب تو توبہ والی بات ہے اور توبہ کے بغیر عید کے دن کے محض اجلے کپڑے کوئی نفع نہ دیں گے ۔

سچی توبہ

یہی ہے کہ آدمی گزرے ہوئے دنوں پر ندامت کا اظہار کرے ۔ آئندہ کے لیے صمیم قلب سے وعدہ کرے کہ اپنی زندگی خیر میں مشغول رہوں گا اور پھر اس وعدہ کو نبھائے تو انشاء اللہ رحمتِ خداوندی متوجہ ہو جائے گی ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عمل عطا فرمائے ۔

مردِ درویش کا جنازہ یوں اُٹھتا ہے

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(آغا شورش مرحوم کے قلم سے)

> آپ نُور کا مینار، جید عالمِ دین، بطلِ حُریت، مفسرِ قرآن، دین و مذہب کی برہنہ تلوار، زہد و تقویٰ کا پیکرِ متحرک تھے۔ (بالفاظ روزنامہ امروز۔ لاہور)

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ محاسن و کمالات کی ان ہی خوبیوں کے جامع تھے۔ قدرت نے ان ہی خوبیوں کے اَن گنت اوراق سے مالامال کر دیا تھا۔ وہ لاہور میں دین کی سچائیوں کا آخری چراغ تھے۔ افسوس یہ چراغ ہمیشہ کے لیے گُل ہو گیا۔

انہیں اسلام نسلی وراثت میں نہیں ملا تھا۔ بلکہ انھوں نے اسلام کو ہدایت کے طور پہ پایا تھا۔ پھر اسلام کو اس طرح پایا کہ ان کا وجود ہدایت کا سرچشمہ ہو گیا۔ ان کا اوڑھنا، بچھونا اسلام تھا۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور ان کے والد صاحب نے ایک ہی وقت میں اسلام قبول کیا تھا۔ مولانا عبید اللہؒ نے پھر انہیں اپنی فرزندی میں لے لیا۔ اسی فضا نے ان کے دینی انہماک کو تیز کر دیا۔ محمود الحسنؒ کی صحبتوں، انور شاہؒ کی رفاقتوں اور حسین احمد مدنیؒ کی مجلسوں نے ان میں ایک ایسی روح پھونکی کہ رفتہ رفتہ ان کا وجود آیات اللہ میں سے ہو گیا۔ عمر کے اس آخری دور میں ان کا یہ حال تھا کہ ان کا دل بھی ان کی کمر کی طرح اللہ کے حضور میں جھکا رہا۔ مولانا احمد علیؒ اور عبادت لازم و ملزوم ہو گئے۔ ان کا ہر سانس عبادت کا مرقع تھا۔ وہ صرف اللہ کے لیے جیتے تھے اور اللہ ہی کی راہ میں اجل کو لبیک کہہ کر ہمیشہ کے لیے رُخصت ہو گئے۔ انہیں دیکھ کر دین کے سحر کا اندازہ ہوتا تھا۔ دھرتی پر اللہ کا نُور تھے۔ ان کے اقتدا میں نماز پڑھ کر احساس ہوتا تھا کہ نماز میں کتنی لذت اور کس قدر سکون ہے۔

وہ باحضور امام تھے کہ نمازی باسرور ہوتے اور دل خشیتِ الٰہی سے معمور ہوتے چلے جاتے تھے۔ انھوں نے ہر کہ و مہ کے دل میں اپنا گھر بنا رکھا تھا۔ وہ صحیح معنوں میں عالم باعمل تھے تقریباً نصف صدی تک انھوں نے لاہور کو اپنے ذکر و اذکار کی جلوہ گاہ بنائے رکھا۔ یہیں ان کا ستارہ چمکا اور یہیں اس آفتاب نے سفرِ آخرت اختیار کیا۔ لاکھوں انسانوں نے ان کی درس گاہ میں قرآن پڑھا۔ ہزاروں نے ان سے تفسیر پڑھی۔ کئی سو سے اُوپر ایسے رسالے ان کے قلم سے اشاعت پذیر ہوتے جن میں قرآن اور سُنت کے اسباق تھے۔ اور جن کے مطالعے سے تمام لوگوں کی طبیعتوں میں اسلام راسخ ہوتا تھا۔ یہ رسالے کروڑوں کی تعداد میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ ان کے ہاں درشتی کا شائبہ تک نہ تھا انھوں نے بدعات کے خلاف سخت احتجاج کیا۔ وہ دین کی راستی کے علمبردار تھے۔ لیکن ان کے قول و کلام سے کوئی سا بھی شخص آزردہ نہ ہوتا تھا۔ وہ ایک سرجن کی طرح نشتر چبھوتے اور فزیشن کی طرح علاج کرتے تھے۔

اُنھوں نے اسلام کی سربلندی اور ملک کی آزادی کے لیے بارہا قید و بند کے شدائد کا انتخاب کیا۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی روایت ہے کہ ختمِ نبوت کی تحریک میں جب وہ ملتان جیل کی ایک تاریک کوٹھڑی میں تھے تو تنگی کوٹھڑی کا گرد و غبار ان کے چہرے کو اور بھی پُر رونق کر رہا تھا۔ ان کے ہونٹوں پہ ایک ہی دعا رہتی۔ "میرے مولا، تیرے اور تیرے محبوب کے لیے جسم کیا، جان بھی حاضر ہے۔ ہمیں اپنی راہ میں قربان ہونے کی توفیق وافر کر۔ جب تک ہم جئیں تیرے لیے جئیں اور جب مریں تو صرف تیری راہ میں مریں۔" قاضی صاحب کی روایت ہے میں ان کی کوٹھڑی کے پاس سے گزرتا تو معلوم ہوتا اللہ کا نور اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہے یا پھر چاندنی اس پیکرِ خاکی کے گرد ہالہ کیے ہوئے ہے۔

اللہ کے ماسوائے وہ کسی فرد یا طاقت کے خوف سے آشنا نہ تھے۔ سچی بات کہنا ان کا شعار تھا۔ ہر دور میں سچی بات کہتے رہے۔

ان اعلیٰ اوصاف کے حامل ۔۔۔ ادوں کی اس صدی کے نگین تھے ۔ جن سے تاریخ حریت اسلامیہ کے اوراق جگمگا رہے ہیں ۔ جن لوگوں نے ان کے خطبات سُنے ہیں وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ منبر رسُول پر کھڑے ہو کر وہ کس بے باکی اور اعتماد کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ کیا کرتے تھے ۔ ان کلمات حق کی گرمی لاکھوں دلوں میں موجود ہے اور کوئی تذکرہ نویس سازگار فضا میں انہیں گلدستۂ طاق نسیاں نہیں بنا سکے گا ۔

اللہ اللہ یہ لوگ ۔۔۔۔۔ نہ جانے موت انہیں کہاں لے جاتی ہے ۔

دنیا نے دیکھا کہ جب اس مرد درویش کا جنازہ اُٹھا تو ایک لاکھ سے زائد آدمی کس طرح اشکبار چہروں کے ساتھ چلے جا رہے تھے اور دنیا نے دیکھا کہ بے تخت و تاج حکمرانی کا دلوں پر کتنا احترام تھا ۔

؏ تھی اس کی فقیری میں بو حیدر اسد اللّٰہی

ماخوذ از چٹان ۔ ۵ مارچ ۱۹۶۲ء

قطعہ تاریخ وفات

تڑپ اٹھے گی ملک بھر میں بجلی	کہ عالم دین حق اٹھا اب
[illegible]	چراغ احمد علی بجھا اب
	رمضان ، ۱۳۸۱ھ

بقیہ : شذرہ

تحقیق ضروری ہے ۔ اور تحقیقاتی رپورٹ کا وہ حشر نہ ہونا چاہیے جو پہلے کئی رپورٹوں کا ہو چکا ہے ۔ قوم شدت سے منتظر ہے ۔

ہم دنیا سے جانے والوں کے لیے بارگاہ ارحم الراحمین میں دست بدعا ہیں اور جن کے ورثاء زندہ و سلامت ہیں ۔ ان کے شریک غم ۔

اظہار تعزیت

خدام الدین کے باہمت اور مخلص معاون جناب ظہور احمد (مٹھائی والے) انار کلی کی اطلاع کے مطابق گلبرگ کے حکیم صاحب کا جواں سال صاحبزادہ منصور شہزاد دہفتہ کی شام افطاری کا سامان لینے گیا ۔۔۔ حادثہ کا شکار ہو گیا اور پھر افطاری کے بجائے جواں لاش گھر آئی ۔

اس خاندان کو بھی خدام الدین سے گہرا تعلق ہے اور بزرگوں سے بھی ۔ اس شدید حادثہ پر ہم مرحوم کے والد نیز چچا خواجہ حکیم صاحب اور دوسرے افراد خاندان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں ۔

(ادارہ)

ماخوذ من "الدر المنثور" — قسط سوم

"روزہ"

تحقیق : الامام جلال الدین السیوطیؒ
تلخیص و ترتیب : زاہد الراشدی

جنّت کی زیبائش ، حوروں کا سوال ، فرشتوں کی دعائیں !

فرشتوں کا استغفار

احمدؒ بزارؒ بیہقیؒ ابوالشیخؒ اور اصبہانیؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کو رمضان المبارک میں پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو اس سے پہلے کسی امت کو نہیں دی گئیں (۱) روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالےٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے (۲) روزہ داروں کے لئے فرشتے استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک وہ روزے تمام نہ کر لیں (۳) اللہ تعالےٰ ہر روز روزہ دار کے لئے جنت کو آراستہ کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ میرے نیک بندے مشقت اور تکلیف اٹھا رہے ہیں اور صرف میرے لئے صبر کر رہے ہیں (۴) شیاطین رمضان میں قید کر دیئے جاتے ہیں اور جن کاموں کے لئے باقی دنوں میں آزاد ہوتے ہیں رمضان میں آزاد نہیں ہوتے (۵) آخری رات روزہ داروں کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں سوال کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس سے مراد لیلۃ القدر ہے ؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ مزدور کو مزدوری اس وقت ملتی ہے جب وہ اپنا عمل مکمل کر لیتا ہے۔

اللہ کی نظرِ شفقت

بیہقیؒ اور اصبہانیؒ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کو رمضان میں پانچ باتیں ایسی ملی ہیں جو اس سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں۔ جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر نظرِ شفقت ڈالتے ہیں۔ اور جس پر اللہ تعالےٰ کی نظرِ شفقت ہو جائے اس کو کبھی عذاب نہیں ہوتا (۲) روزہ داروں کے منہ سے شام کے وقت جو بُو (خلو معدہ کی وجہ سے) آتی ہے وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ خوشگوار ہے (۳) فرشتے رمضان میں روزہ داروں کے لئے ہر دن اور ہر رات مغفرت طلب کرتے ہیں (۴) اللہ تعالےٰ جنت کو حکم دیتے ہیں کہ تیار رہ اور مزین ہو جا قریب ہے کہ میرے بندے دنیا کی تھکاوٹ کے بعد میرے گھر اور میری مہمانی میں آکر آرام کریں (۵) جب آخری رات ہوتی ہے تو سب روزہ داروں کو بخش دیا جاتا ہے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ یہ لیلۃ القدر ہے ؟ فرمایا نہیں کیا تم دیکھتے نہیں کہ مزدور کو مزدوری اس وقت ملتی ہے جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو جاتا ہے۔

آگ سے آزادی

بیہقیؒ اور اصبہانیؒ حضرت حسن رضی اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ رمضان کی ہر رات کو چھ لاکھ بندوں کو آگ سے آزاد کرتے ہیں اور جب آخری رات ہوتی ہے تو رمضان میں جتنے لوگ آزاد کئے جا چکے ہوتے ہیں ان کی مجموعی تعداد جتنے لوگ اس رات آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں

گناہوں سے نجات

ابن ابی شیبہؒ نسائیؒ ابن ماجہؒ اور بیہقیؒ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تم پر اس ماہ کے روزے فرض کئے ہیں اور میں نے رات کا قیام مسنون کیا ہے پس جس نے رمضان کے روزے رکھے اور رات کا قیام کیا ایمان کے ساتھ پوری نگرانی کرتے ہوئے وہ گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت تھا۔

گناہوں سے کفارہ

بیہقیؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فرض نماز دوسری فرض نماز تک کفارہ ہے جمعہ دوسرے جمعہ تک کفارہ ہے اور رمضان المبارک دوسرے رمضان تک گناہوں سے کفارہ ہے سوائے تین گناہوں

کے (۱) اللہ کے ساتھ شریک کرنا (۲) بیعت کا توڑنا (۳) سنت کی خلاف ورزی حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرک کی بات تو سمجھ میں آتی ہے لیکن بیعت کا توڑنا اور سنت کی خلاف ورزی کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیعت کا توڑنا یہ ہے کہ تو کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دے اور پھر اس کا مخالف ہو کر اس کے خلاف تلوار سے لڑنا شروع کر دے اور سنت کی خلاف ورزی یہ ہے کہ جماعت سے الگ ہو جائے۔

رحمت سے دُوری

بیہقیؒ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا اور فرمایا آمین دوسری سیڑھی پر قدم رکھا اور فرمایا آمین تیسری سیڑھی پر قدم رکھا اور فرمایا آمین صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو تین مرتبہ آمین آمین آمین کہتے سنا ہے اور کسی اور کو یہاں نہیں دیکھا آپ نے فرمایا مجھ سے پہلے جبریل علیہ السلام منبر کی پہلی سیڑھی پر چڑھے اور کہا کہ جس شخص نے اپنے ماں باپ دونوں یا ان میں سے ایک کو پالیا اور پھر (ان کی خدمت کر کے) بخشش حاصل نہ کر سکا اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت سے) دور کر دے میں نے کہا آمین پھر جبریل علیہ السلام نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھنے کے بعد کہا جس شخص نے رمضان المبارک کا مہینہ پالیا اور دن کو روزے رکھنے اور رات کو قیام کرنے کے باوجود گناہ نہ بخشوا سکا اسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دور کر دے میں نے کہا آمین پھر جبریل علیہ السلام تیسری سیڑھی پر چڑھے اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ پر درود پڑھ کے گناہ نہ بخشوائے اسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دور کر دے میں نے کہا آمین!

حضور کا عمل

بیہقیؒ اور اصبہانیؒ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب رمضان المبارک شروع ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ بدل جاتا تھا آپ کی نمازوں میں اضافہ ہو جاتا تھا، آپ دعاؤں میں پہلے سے زیادہ عاجزی کرتے تھے اور آپ پر خوف کے اثرات محسوس ہونے لگتے تھے۔

قیدیوں کی رہائی

بزارؒ اور بیہقیؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دیتے۔

منادی کی پکار

بیہقیؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک میں ہر رات کو ثلث اول کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی پکار پکار کر کہتا ہے کوئی بخشش مانگنے والا ہے۔ تاکہ اسے بخشش دیا جائے؟ کوئی سوال کرنے والا ہے تاکہ اس کا سوال پورا کر دیا جائے؟ کوئی توبہ کرنے والا ہے تاکہ اس کی توبہ قبول کی جائے؟

رمضان میں صدقہ

بیہقیؒ اور اصبہانیؒ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا وہ صدقہ جو رمضان میں کیا جائے۔

جنت کی زیبائش

بیہقیؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت پورا سال رمضان کے لئے مزین ہوتی رہتی ہے اور حوریں سارا سال رمضان المبارک کے روزہ داروں کے لئے مزین ہوتی رہتی ہیں پھر جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو جنت کہتی ہے یا اللہ میرے لئے اس ماہ میں اپنے بندوں کو مخصوص فرما اور حوریں کہتی ہیں کہ یا اللہ اس مبارک مہینہ میں اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے خاوند مخصوص فرما پس جس نے کسی مسلمان پر تہمت نہ لگائی، بہتان تراشی نہ کی اور نشہ آور چیز نہ پی اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس سے دور کر دیتے ہیں اور جس نے کسی مسلمان پر بہتان لگایا یا نشہ استعمال کیا اللہ تعالیٰ اس کے ایک سال کے عمل ضائع کر دیتے ہیں پس تم رمضان

المبارک سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے گیارہ مہینے بنائے ہیں جن میں تم کھاتے پیتے ہو اور لذت حاصل کرتے ہو اور ایک مہینہ اللہ تعالےٰ نے اپنے لئے مقرر کیا ہے پس ڈرو ماہ رمضان سے کیونکہ وہ اللہ کا مہینہ ہے۔

حوروں کا سوال دار قطنیؒ طبرانیؒ ابو نعیمؒ بیہقیؒ اور ابن عساکرؒ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جنت سال کے شروع سے دوسرے رمضان تک مزین ہونا شروع ہو جاتی ہے پھر جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے عرش کے نیچے سے ہوا چلتی ہے جو جنت کے پتوں کے ساتھ جنت کی حوروں کو پہنچتی ہے اور وہ کہتی ہیں یا اللہ ہمارے لئے اپنے بندوں میں سے خاوند مخصوص فرما جن کے ساتھ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہمارے ساتھ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

رمضان کا انتخاب بیہقیؒ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے دن اور رات میں سے کچھ گھڑیاں منتخب فرمائی ہیں اور ان میں نمازیں فرض کی ہیں اور دنوں میں سے جمعہ کا دن منتخب فرمایا ہے اور مہینوں میں سے رمضان المبارک کو چنا ہے اور راتوں میں سے لیلۃ القدر کا انتخاب کیا ہے اور زمین کے ٹکڑوں میں سے مسجدوں کو منتخب فرمایا ہے

جنت کی ضمانت ابن مردویہؒ اور اصبہانیؒ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے رمضان المبارک میں دن کو روزہ رکھا اور تین چیزوں کے غلط استعمال سے بچتا رہا میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں حضرت ابو عبیدۃ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تین کے سوا ہر چیز پر آپ ضمانت دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں ان تین کے غلط استعمال سے بچنے پر باقی تمام چیزوں کے باوجود میں جنت کی ضمانت دیتا ہوں وہ تین چیزیں یہ ہیں (۱) زبان (۲) پیٹ (۳) شرمگاہ

اللہ تعالےٰ کی رضا بیہقیؒ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ میں نے اپنے بندوں پر ماہ رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اے موسیٰ علیہ السلام! جو شخص قیامت کے دن اس حالت میں آیا کہ اس کے نامۂ اعمال میں دس رمضانوں کے روزے ہیں تو وہ ابدال میں سے ہے اور جو شخص اس حالت میں قیامت تک پہنچا کہ اس کے نامۂ اعمال میں بیس رمضانوں کے روزے ہیں اس کا شمار اللہ تعالےٰ کے سامنے عاجزی کرنے والوں میں ہو گا اور جس شخص کے نامۂ اعمال میں رمضان کے تیس مہینوں کے روزے ہیں وہ میرے نزدیک ثواب میں افضل الشہداء کے ساتھ ہے۔ اے موسیٰ علیہ السلام! میں عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو حکم دیتا ہوں کہ جب رمضان شروع ہو جائے تو وہ اپنی عبادت سے رک جائیں اور جب بھی روزہ دار کوئی دعا کریں وہ اس پر آمین کہیں اور میں نے اپنے اوپر واجب کر لیا ہے کہ رمضان کے روزہ داروں کی کوئی دعا رد نہیں کروں گا

اے موسیٰ علیہ السلام! میں رمضان میں آسمانوں، زمین پہاڑوں، چوپایوں اور کیڑوں مکوڑوں کو حکم دیتا ہوں کہ وہ روزہ داروں کے لئے بخشش کی دعائیں مانگتے رہیں اے موسیٰ علیہ السلام! آپ رمضان میں تین روزہ داروں کو تلاش کر کے ان کے ساتھ نماز پڑھیں اور ان کے ساتھ کھائیں پئیں کیونکہ میں اس جگہ پر اپنی ناراضگی اور سزا نازل نہیں کرتا جہاں رمضان کا روزہ رکھنے والے تین شخص ہوں اے موسیٰ علیہ السلام! اگر آپ (رمضان کی آمد پر) مسافر ہیں تو مقیم ہو جائیں اور اگر بیمار ہیں تو لوگوں کو حکم دیں کہ وہ آپ کو اٹھائیں (اور ٹھکانے پر پہنچائیں) اور حیض والی عورتوں اور چھوٹے بچوں سے کہہ دیں کہ وہ بھی آپ کے ساتھ رمضان میں روزہ داروں جیسی حالت ظاہر کریں پس بے شک اگر میں آسمان اور زمین کو اجازت دوں تو وہ ان کو سلام کریں ان سے کلام کریں اور انہیں اس عظیم اجر پر خوشخبری دیں جو میں ان کو دینے والا ہوں میں اپنے ان بندوں سے جنہوں نے رمضان کے روزے رکھے کہوں گا (قیامت کے روز)

کہ اپنے ٹھکانوں پر واپس چلے جاؤ پس تحقیق تم نے مجھے راضی کر دیا ہے اور میں نے تمہارے روزوں کا ثواب یہ طے کیا ہے کہ تمہیں آگ سے نجات دے دوں اور تمہارا آسان حساب لوں اور تمہیں رجہنم میں) گرنے سے بچا لوں اور تمہارا نفقہ وگنا کر دوں اور تمہیں اپنے سامنے رسوا نہ کروں اور میری عزت کی قسم رمضان کے روزوں کے بعد تم مجھ سے کچھ سوال نہ کرنا اور جب تک میں تمہیں نیا ٹھکانہ نہ دوں تم اس جگہ رہو اور دنیا کے کسی معاملہ میں سوال نہ کرنا جب تک میں تمہاری طرف متوجہ نہ ہوں۔

سائل نامراد طبرانیؒ بیہقیؒ اور اصفہانیؒ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے والا نامراد نہیں ہوتا۔

ہوا سے زیادہ سخی بخاریؒ ترمذیؒ مسلمؒ نسائیؒ اور بیہقیؒ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور جب جبریل علیہ السلام رمضان میں ہر رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر قرآن پاک کا دور کرتے تھے اس وقت تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشگوار ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔

رمضان کی سلامتی اصبہانی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر رمضان سلامت رہا تو سارا سال سلامت رہا اور جمعہ کا دن سلامت رہا تو سارے دن سلامت رہے۔

صالح محمد حضروی

یوم الجوائز اور یوم تشکر

دنیا میں ہر قوم خواہ جاہل و پسماندہ ہو یا متمدن و ترقی یافتہ کوئی نہ کوئی تیوہار اور خوشی و مسرت کا دن ضرور مناتی ہے۔ قوموں کی زندگی میں یہ تیوہار اور جشن اس لیے منائے جاتے ہیں۔ کہ جب بھی کسی قوم میں کوئی عظیم الشان اور انتہائی اہمیت کا مذہبی و سیاسی، سماجی و ثقافتی انقلاب پیدا کرنے والا واقعہ رونما ہوا۔ تو اس واقعہ پر ہی تیوہار کی بنیاد رکھ دی گئی۔ اور پھر سال گذرنے کے بعد ظہور واقعہ کے بعد جب بھی وہ دن آیا۔ اجتماعی طور پر لوگوں نے اس کی یاد منائی۔ تاکہ قوم میں احساسِ برتری کے جذبہ اور ولولۂ ترقی کی تجدید ہوتی رہے۔ اور قوم کے اعمال اس جذبہ سے خالی اور بے روح نہ ہو جائیں۔ اس ولولہ کے اظہار اور جذبہ کی تجدید کا نام ہی عید، تقریبِ مسرت، جشنِ شادمانی میلہ یا تیوہار ہے۔

قرآن و حدیث اور تاریخ و سیر کی کتابوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے عید کے دن ہی اپنی قوم کے معبودانِ باطلہ بتوں کو توڑا تھا لیکن ان کی اُمت کے لیے یومِ عید وہ دن قرار پایا۔ جس روز آپ نے نمرود کے شر سے نجات حاصل کی۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حواریوں نے اس دن کو عید سمجھا جس دن ان پر مائدہ کا نزول ہوا۔ مدینہ کے یہودی یوم عاشورہ کو اس لیے عید مناتے تھے کہ اس دن حضرت موسٰی کلیم اللہ علیہ السلام نے اور آپ کی قوم نے فرعون کے جور و جفا اور ظلم و ستم سے چھٹکارا حاصل کیا۔ اور فرعون کی حکومت سے آزادی نصیب ہوئی۔

اہلِ مدینہ سال میں دو بار نوروز اور مہرجان کو عید مناتے۔ جن میں معمول کے مطابق مشرکانہ رسومات اور جاہلیت کے افعال و اعمال ادا کرتے۔ ہجرت کے بعد جب حضورؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لاتے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ چونکہ اب تم مسلمان ہو گئے ہو۔ اس لیے ان جاہلانہ اور مشرکانہ عیدوں کو ترک کر دو۔ میں تمہارے لیے ان سے بہتر دو عیدیں تجویز کرتا ہوں۔ ایک یکم شوال کو یعنی عید الفطر اور دوسری ۱۰ ذوالحجہ کو یعنی عید الاضحٰی۔ جب عیدین کی مشروعیت ثابت ہو گئی تو اہلِ مدینہ نے پرانی نوروز اور مہرجان کی عیدوں کو ترک کر دیا۔ اور نئی اسلامی عیدیں اور خوشی و مسرت کے دن منانے لگے۔ اور آج تک مسلمان مناتے چلے آ رہے ہیں۔

اسلام چونکہ سراسر عمل کا پیغام اور دینِ فطرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے تیوہار اور عیدوں اور دنیا کی دوسری اقوام کے عام تہواروں میں بڑا فرق ہے۔ عیسائیوں کا بڑا دن گڈ فرائڈے اور ایسٹر، پارسیوں کا نوروز، چینیوں کا یوم مہابیر، سکھوں کا یوم نانک اور یوم گرو گوبند، ہندوؤں کی دیوالی، بسنت، جنم اشٹمی اور رام لیلا اور یہودیوں کا یوم آزادی۔ یہ سب بعض قومی و وطنی امور سے متعلق، بعض موسموں کی تبدیلی اور بعض شخصیت پرستی کے مظاہرے ہیں۔ اس لیے ان لوگوں کے یہ تیوہار لہو و لعب، فسق و فجور، فتنہ و فساد، شراب اور بھنگ پینے، گالی گلوچ بکنے، ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے اور نجاست ڈالنے، جوا کھیلنے، گلے میں جوتوں کے ہار پہننے اور پہنانے، زیب و زینت اور رنگ رلیاں منانے بلکہ شرافت اور متانت کو بالائے طاق رکھ کر وحشیانہ اور بہیمانہ حرکات کی نذر ہو جاتے ہیں۔

ان تیوہاروں میں نہ خدا کی حمد و ثناء ہوتی ہے، نہ اس کی کسی نعمت پر شکر گزاری، نہ ہی شرافت و انسانیت، اخلاق و روحانیت کا مظاہرہ ہوتا ہے اور نہ ہی خدا کے دربار میں عجز و انکساری اور الحاق و زاری۔ نہ ہی مودت و اخوت کی تجدید کی جاتی ہے اور نہ ہی مساوات و برابری کا کوئی عہد۔

اس کے مقابلہ میں خالقِ کائنات نے اسلام کے پیروکاروں کے لیے جو تیوہار مقرر کیے ہیں یہ دو عیدیں، دو اولوالعزم اور عظیم المرتبت پیغمبروں کے اعمال اور دو بڑی عبادتوں کی یادگار ہیں۔

عید الفطر جو ۲ھ میں شروع ہوئی حضورؐ کے اعمال کی اور عید الاضحٰی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اعمال کی یادگار ہے۔ اسلام

نے یہ تعلیم دی ہے کہ نہ ہی ان تیوہاروں میں شرک، مخلوق پرستی اور نشرکانہ رسومات کا مظاہرہ ہو، نہ ہی قبیح و مذموم حرکات، راگ و رنگ، ناشائستگی اور اخلاق سے گری ہوئی دوسری عادات کا ارتکاب کیا جاتے۔ بلکہ عیدین کے ان دنوں میں خدا کی مدح و توصیف کی جاتے۔ اس کے حضور اپنے گناہوں پر شرمساری اور ندامت کا اظہار کر کے اشکوں کی مالا پیش کی جائے۔ اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کیا جاتے۔ تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل کا نذرانہ اس کے حضور ادا کیا جاتے۔

عید کے دن سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ:

ہر طبقے، ہر نسل، ہر قوم کے مسلمان بلا امتیاز ایک ہمہ گیر برادری کا مظاہرہ کر کے باہمی اخوت و اُلفت اور برابری و مساوات کا ثبوت دیں۔

عید کا دن ہمیں یہ حیات بخش پیغام دیتا ہے کہ:

اگر مسلمان اپنی گم گشتہ عظمت و شوکت اور کھوتے ہوتے وقار کو بحال کرنا چاہتے ہیں تو اس کا واحد ذریعہ عمل بالقرآن ہے۔

عید کا ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ:

جس طرح عید سے پہلے رمضان میں تم نے جسمانی و روحانی ریاضت سے صبر و ثبات اور عظمت و استقامت کی عادت ڈالی ہے۔ آئندہ بھی انہی صفات سے متصف رہنا چاہیئے۔

عید کا دن ہمیں اس بات کی یاد دلاتا ہے کہ ہم اپنے نفس کا محاسبہ کریں کہ:

کیا رمضان کے مہینہ کی ریاضت سے ہمارے اندر کوئی اخلاقی اور روحانی انقلاب پیدا ہوا؟ کیا ہم نے روزوں کا مقصد پرہیزگاری و تقویٰ حاصل کر لیا؟

کیا ہم نے اپنے عمل سے دنیا کو قرآن کے "ہُدًی لِّلنَّاس" ہونے کا قائل بنا لیا؟

کیا ہم نے اپنی نفسانی خواہشات کو قرآنی تعلیم پر قربان کر دیا؟

کیا ہم نے "کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن" کی عملی تفسیر بننے کی کوئی سعی و کوشش کی ہے؟

کیا ہمارے اندر گناہ و معصیت سے نفرت کا جذبہ اور نیکی و بھلائی کی کوئی تڑپ پیدا ہوئی ہے؟

کیا ہمیں بھوکا پیاسا رہ کر غریبوں، بے کسوں، یتیموں اور بیواؤں کی بھوک پیاس کا بھی کوئی احساس ہوا ہے؟

کیا قرآن سے خود فیضیاب ہونے کے بعد ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کر کے خیرِ اُمت اور اُمتِ وسط بن گئے؟

اگر ان سوالوں کا جواب اثبات میں ہے تو ہماری عید اور اسلامی تیوہار حقیقی اور صحیح عید ہے۔ کیونکہ عید کے موقع پر اس مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے کہ ہم نے اللہ کے حکم سے ایک مجاہدے کی تکمیل کر لی۔ اپنے حیوانی جذبات کو مغلوب کر لیا اور تقویٰ کی تربیت حاصل کر کے اپنی زندگی میں نیکی کا انقلاب برپا کر لیا۔ اور حقیقت میں عید کا حق انہی لوگوں کو حاصل ہے۔ یہ جتنا بھی آج خوش ہوں کم ہے۔ کہ انہوں نے روزوں کا مقصد پا لیا۔

اگر صورتِ حال اس کے برعکس ہے اور رمضان المبارک کا استعمال ہم نے اس انداز سے کیا۔ کہ ریستوران اور ہوٹل کھلے رہے ہم "مسافر" بن کر پردوں کے اندر اکل و شرب میں مشغول رہے۔ سارا دن تاش اور جوا کھیلنے میں گزار دیا۔ رمضان کا مہینہ اس حالت میں گزارا کہ نہ پانچ وقت نماز کا فریضہ ادا کیا۔ نہ تراویح کی سُنت پوری کی اور نہ ہی قرآن سُننے کی سُنت پر عمل کیا۔ بلکہ رات ٹی وی دیکھنے اور سینماؤں اور تھیٹروں کا طواف کرنے میں گزار دی۔ اور جب عید کا دن آتا ہے تو یہی لوگ سب سے زیادہ لہو و لعب، کھیل کود، گانے بجانے، تفاخر اور ریا کے لیے بیش قیمت پوشاک پہن کر عیاشی و فحاشی کے اڈوں، رقص و سرور کی محفلوں، ناچ گانے کی مجلسوں، شراب خانوں، نائٹ کلبوں میں عید کی خوشی کا اظہار کرنے جاتے ہیں۔ عید کے دن بھی یہ لوگ خدا کی عبادت اور یاد سے محروم رہتے ہیں۔ نہ ہی ان کو عیدگاہ جانے کی توفیق ہوتی ہے نہ ان کو عید کی حقیقی خوشی نصیب ہوتی ہے۔ یہ لوگ انتہائی بدنصیب اور تیرہ بخت ہیں۔

رمضان کا بابرکت اور رحمتوں والا ماہ گزرنے کے بعد شکرانہ کے طور پر یکم شوال کو دو رکعت نمازِ عید واجب ہے۔ جس کے مختصر احکام ذکر کیے جاتے ہیں۔

خوشی کے اس مظاہرے کو مہذب بنانے کے لیے عید کے دن صبح کو سویرے اُٹھنا، حجامت بنانا، غسل کرنا، اچھے اور عمدہ کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، تیل لگانا، کنگھا کرنا، عیدگاہ میں جلدی پہنچنے کی کوشش کرنا، عیدگاہ میں ہی عید کی نماز پڑھنا، ایک راستہ سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا، عیدگاہ جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز کھانا، عیدگاہ جانے سے قبل ہی صدقۂ فطر

ادا کرنا، عیدگاہ کو پیدل جانا، عیدگاہ کو جاتے ہوتے راستہ میں آہستہ آہستہ تکبیر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد۔ پڑھتے جانا اور عیدگاہ میں بھی نماز تک تکبیریں کہتے رہنا۔

صدقۂ فطر کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا جو شخص نماز سے پہلے ادا کرے گا تو یہ زکوٰۃ مقبولہ ہے اور جو شخص نماز کے بعد ادا کرے گا تو صدقوں میں سے ایک صدقہ ہے۔

حافظ منذریؒ فرماتے ہیں۔ سب ہی اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ صدقۂ فطر واجب ہے۔

ہر شخص مالکِ نصاب پر اپنی طرف سے، اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے (بشرطیکہ ان کی ملکیت میں مال نہ ہو) صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ زکوٰۃ کے مال پر سال گزرنا شرط ہے۔ لیکن صدقۂ فطر پر یہ بھی شرط نہیں ہے۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے سونا یا چاندی یا مالِ تجارت ہونا ضروری ہے۔ لیکن صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے ان تین چیزوں کی خصوصیت نہیں۔ بلکہ اس میں ہر قسم کا مال حساب میں لگ جاتا ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کے پاس اس کے استعمال کے کپڑوں سے زائد کپڑے یا روزمرہ کی ضرورت سے زیادہ تانبے پیتل، چینی کے برتن ہوں، یا کوئی مکان ہو، یا اور کسی قسم کا سامان ہو اور حاجتِ اصلیہ سے زائد ہو اور اس کی قیمت نصاب کے برابر ہو یا زیادہ ہو تو اس پر زکوٰۃ تو فرض نہیں ہے مگر صدقۂ فطر واجب ہے۔ صدقۂ فطر میں ہر قسم کا غلّہ اور قیمت دینا جائز ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر گیہوں یا اس کا آٹا یا ستّو دے تو فی آدمی پونے دو سیر دینا چاہیے۔ اور اگر جو یا اس کا آٹا ہو تو ساڑھے تین سیر دینا چاہیے۔ اور اگر گندم یا جو کے علاوہ کچھ اور دے تو پونے دو سیر گیہوں کی قیمت میں دے دیں۔ صدقۂ فطر عورت پر اپنی طرف سے واجب ہے، بچوں کی طرف سے نہیں۔ صدقۂ فطر صبح صادق کے وقت سے واجب ہوتا ہے۔ اس لیے جو شخص صبح صادق سے پہلے مر جائے اس کی طرف سے واجب نہیں ہوگا۔ اور جو بچہ صبح صادق کے بعد پیدا ہوا ہے۔ اس کی طرف سے بھی نہیں دیا جائے گا۔ البتہ جو شخص صبح صادق کے بعد مرا ہے اس کے مال سے دیا جائے گا۔ اور جو بچہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا ہے اس کی طرف سے بھی باپ پر واجب ہوگا۔ زکوٰۃ کی طرح صدقۂ فطر بھی اپنے ہی شہر کے مساکین کو دینا افضل ہے۔ اگر کسی وجہ سے عید کے دن صدقۂ فطر ادا نہ کیا گیا۔ تو اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا۔ بعد کو ادا کرنا واجب ہے۔ ایک آدمی کا صدقۂ فطر کئی آدمیوں کو اور کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر جمع کرکے صرف ایک آدمی کو دینا جائز ہے۔ محتاج بہن بھائی، ساس سسر ال اور ان کی اولاد کو صدقۂ فطر دینا جائز ہے۔ نوکر، خادمے یا لک کی طرف سے آقا پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔ اگر وہ خود صاحبِ نصاب ہوں تو ان کے مال سے واجب ہوگا۔ ورنہ نہیں۔

عیدین کے خطبوں کی ابتدا تکبیر سے کرنا مستحب۔ خطبہ میں نو مرتبہ اور دوسرے خطبہ میں سات مرتبہ تکبیر پڑھنی چاہی ہے۔ عید کی نماز کے بعد جمعہ کی طرح دو خطبے سنّت ہیں لیکن ان کا سننا واجب ہے۔ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا بھی سنّت ہے۔ عید کا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا سنّت مؤکدہ ہے۔ معذور ہو تو بیٹھ کر بھی جائز ہے۔

عید کی نماز سے پہلے گھر اور عیدگاہ میں نفل نہیں پڑھ سکتے۔ عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں مکروہ ہے گھر میں نہیں۔

حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں کہ عید کی مبارکبادی مستحب۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ایک عنوان قائم کرکے اس کو مستحب ہونے کا اشارہ کیا ہے۔

عید کے بعد چھ روزے مستحب ہیں۔ ان کا بہت ثواب ہے۔ مسندِ امام احمد میں حضرت ثوبانؓ کا بیان ہے کہ رمضان کے روزے دس ماہ کے برابر ہوتے ہیں۔ اور عید کے بعد کے چھ روزے دو ماہ کے برابر ہو کر سال بھر کے روزے ہو جاتے ہیں۔

خلفائے ثلاثہؓ اور حضرت علیؓ کے حسنِ تعلقات پر ایک عظیم پیشکش

رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ

حصہ دوم فاروقی ——— تالیف: حضرت مولانا محمد نافع

جس میں کتب حدیث اور تاریخ و اسباب سے سیدنا فاروق اعظمؓ اور سیدنا علی المرتضیٰؓ و خاندان مرتضوی کے باہمی حسن تعلقات، نسبی روابط، نظام خلافت میں تعاون اور الفت و محبت کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ کاغذ عمدہ طباعت آفسٹ جلد طلائی، صفحات ۲۶۰

قیمت حصہ اول صدیقی -/۲۵ قیمت حصہ دوم فاروقی -/۳۰

۱- دارالتصنیف جامع محمدی شریف ضلع جھنگ
۲- سبحانی اکیڈمی اردو بازار لاہور
۳- جمیل بک ڈپو اردو بازار سرگودھا

مدرسہ تعلیم الاسلام جامع مسجد نور رچپوں موم ضلع سیالکوٹ

۱- ایسے دو مدرسین کی ضرورت ہے جو قرآن مجید تجوید کے مطابق صحیح پڑھ سکتے ہوں اور پڑھانے کا تجربہ بھی رکھتے ہوں۔ اگر خوش قسمتی سے کسی کی بیوی حافظ ہو تو اس کو ترجیح دی جائے گی ضرورت مند بذریعہ ڈاک اطلاع دیں یہ بھی لکھیں کہ پہلے کس جگہ پڑھا رہے تھے اور کتنا عرصہ پڑھاتے رہے ہیں تمام امور ملاقات پر طے کئے جائیں گے۔ ملاقات کے لیے بذریعہ ڈاک بلایا جائے گا۔

۲- داخلہ ۱۵ شوال تک جاری رہیگا داخلہ ابتدائی درجہ کتب و درجہ حفظ میں ہوگا

۳- مدرسہ کا سالانہ جلسہ ۱۴/۱۵ شوال مطابق ۹/۱۰ اکتوبر بروز ہفتہ اتوار منعقد ہوگا۔ مدرسہ کے اخراجات بہت ہیں کوئی مستقل آمدنی نہیں اور نہ کوئی سفیر ہے اس لیے مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ مدرسہ کی بھرپور امداد فرما کر مشکور فرمائیں۔ (حافظ عبدالرحمٰن مہتمم مدرسہ ہذا)

لائلپور کی قدیم و عظیم دینی درسگاہ

مدرسہ اشرف المدارس رجسٹرڈ کا

جدید داخلہ: ۱۰ شوال تا ۱۰ ذیقعدہ

حفظ و ناظرہ کے علاوہ درجہ کتب میں موقوف علیہ (درجہ مشکوٰۃ) تک تعلیم اور طلباء کی اخلاقی تربیت کے لیے دس قابل ترین مخلص اساتذہ ہمہ وقت مصروف

خوراک و لباس کے علاوہ
درجہ مشکوٰۃ کے طلباء کو
۱۰ روپے ماہانہ وظیفہ
دیا جاتا ہے

(مولانا) محمد یحییٰ لدھیانوی مہتمم مدرسہ اشرف المدارس رجسٹرڈ
محلہ گورو نانک پورہ گلی ۶ لائلپور

ثمرات الاوراق

مسلسل

انتخاب لاجواب

خطیب اسلام مولانا محمد اجمل صاحب مدظلہ

مقالات حضرت علی کرم اللہ وجہہ

۱۔ مَنِ اتَّبَعَ الْهَوٰی ضَلَّ : ترجمہ۔ جو شخص خواہشِ نفسانی کی خواہش کرتا ہے وہ بہک جاتا ہے۔

۲۔ اَلشُّجَاعَۃُ صَبْرُ سَاعَۃٍ : ترجمہ۔ شجاعت تھوڑی دیر کا استقلال ہے۔

۳۔ خیر اھلک من کفاک : ترجمہ۔ تمہارے متعلقین میں سب سے زیادہ اچھا وہ ہے جو تیرے کام آئے۔

۴۔ عدو عاقل خیر من صدیق جاھل : دشمن دانا بہ از نادان دوست۔

۵۔ کم من غریب خیر من قریب : بہت سے غیر اپنوں سے بہتر ہوتے ہیں۔

۶۔ خَیْرُ مَالِكَ مَا اَعَانَكَ عَلٰی حَاجَتِكَ : مال وہ اچھا ہے جو ضرورت کے وقت کام آئے۔

۷۔ السوال مذلۃٌ والعطاءُ محبۃٌ : مانگنا ذلت کا اور دینا محبت کا سبب ہے۔

۸۔ اَمْسِكْ عَلَیْكَ لِسَانَكَ : اپنی زبان کو قابو میں رکھ۔

۹۔ حُسْنُ التدبیر مع الکفاف اکفی من الکثیر مع الاسراف :۔ خوش تدبیری قلیل آمدنی کے ساتھ کافی ہے۔ اس کثیر آمدنی سے جس کے ساتھ اسراف ہو۔

۱۰۔ بجب السرور یکون التنغیص : جتنی خوشی ہوتی ہے اتنی ہی کدورت ہوتی ہے۔

۱۱۔ صُحْبَۃُ الاشرارِ تُوْرِثُ سُوْءَ الظَّنِّ بِالْاَخْیَارِ۔ بُروں کی صحبت سے اچھوں پر بھی بدگمانی ہو جاتی ہے۔

۱۲۔ اَلْحُرُّ حُرٌّ وَلَوْ مَسَّہُ الضُّرُّ : شریف شریف ہی ہے، اگرچہ اس پر مصیبت ہی آجائے۔

۱۳۔ مَا ضَلَّ مَنِ اسْتَرْشَدَ وَلَا حَارَ مَنِ اسْتَشَارَ :۔ وہ بے راہ نہ ہوگا جو راہ پوچھتا رہے گا اور وہ حیران نہ ہوگا جو مشورہ لیتا رہے گا۔

۱۴۔ مَا لِابْنِ آدَمَ وَالْفَخْرِ۔ اَوَّلُہٗ نُطْفَۃٌ وَّاٰخِرُہٗ جِیْفَۃٌ۔ لَا یَرْزُقُ نَفْسَہٗ وَلَا یَدْفَعُ حَتْفَہٗ :۔ ابنِ آدم کو فخر کا کیا حق ہے۔ اس کی ابتدائی حالت تو نطفہ ہے اور اس کی اخیر حالت ایک سڑی ہوئی لاش ہے۔ اپنے آپ کو نہ رزق دے سکتا ہے اور نہ موت کو دور کر سکتا ہے۔

۱۵۔ اَلدُّنْیَا تَغُرُّ وَتَضُرُّ وَتَمُرُّ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمْ یَرْضَہَا ثَوَابًا لِاَوْلِیَائِہٖ وَلَا عِقَابًا لِاَعْدَائِہٖ فَاِنَّ اَھْلَ الدُّنْیَا کَرَکْبٍ بَیْنَا ھُمْ حَلُّوْا اِذْ صَاحَ سَائِقُھُمْ فَارْتَحَلُوْا۔ : ترجمہ۔ دنیا دھوکہ دیتی ہے اور ضرر پہنچاتی ہے اور چل دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ اس کو اپنے دوستوں کے لیے ثواب تجویز فرمایا ہے اور نہ اس کو اپنے دشمنوں کے لیے عذاب تجویز فرمایا ہے۔ دنیا والے ایک قافلے کی طرح ہیں۔ ایک منزل پر ٹھہرے۔ میر کارواں نے چلنے کا اعلان کیا تو سب چل پڑے۔

۱۶۔ مَنْ صَارَعَ الْحَقَّ صَرَعَہٗ : ترجمہ۔ جو شخص امر حق کا مقابلہ کرے گا حق اس کو پچھاڑ دے گا۔

۱۷۔ اَلْقَلْبُ مُصْحَفُ الْبَصَرِ :۔ دل آنکھ کا صحیفہ ہے یعنی جو نگاہ میں آتا ہے وہ قلب پر ثبت ہو جاتا ہے۔

۱۸۔ اَلدَّھْرُ یَوْمَانِ یَوْمٌ لَكَ وَیَوْمٌ عَلَیْكَ فَلَا تَضْجَرْ زمانہ میں دو قسم کے دن آتے ہیں۔ ایک دن وہ ہے جو تیرے موافق ہے اور دوسرا وہ دن جو تیرے مخالف

ہے پس تو تنگ دل نہ ہو۔

۱۹- مَنْ عَلِمَ اَنَّ کَلَامَہٗ مِنْ عَمَلِہٖ قَلَّ کَلَامُہٗ :- جو شخص یہ سمجھے گا کہ اس کا کلام بھی ایک عمل ہے تو اس کا کلام بہت قلیل ہو جائے گا۔

۲۰- مَنْ نَظَرَ فِیْ عُیُوْبِ النَّاسِ فَاَنْکَرَھَا ثُمَّ رَضِیَھَا لِنَفْسِہٖ فَذَالِکَ الاحمق بعینہٖ :- جو شخص لوگوں کے عیوب میں نظر کر کے ان پر اعتراض کرے اور پھر ان ہی کو اپنی ذات کے لیے پسند کرے تو وہ احمق ہے۔

۲۱- اللھو یسخط الرحمٰن ویرضی الشیطان وینسی القرآن : بیہودہ مشغلہ رحمان کو ناراض اور شیطان کو راضی کرتا ہے اور قرآن کو فراموش کرا دیتا ہے۔

۲۲- وَلَا سَلَامَۃَ لِمَنْ اَکْثَرَ مُخَالَطَۃَ النَّاسِ اور ایسے شخص کو سلامتی میسر نہیں جو لوگوں سے زیادہ میل ملاپ رکھے۔

۲۳- اَلْعَزِیْزُ بِغَیْرِ اللہِ ذَلِیْلٌ : غیر اللہ کے تعلق سے عزت حاصل کرنے والا ذلیل ہے۔

۲۴- لَا یُعْرَفُ النَّاسُ اِلَّا بِالْاِخْتِیَارِ امتحان کے بغیر آدمیوں کی شناخت نہیں ہوتی۔

فَاخْتَبِرْ اَھْلَکَ وَوَلَدَکَ فِیْ غَیْبَتِکَ- وَصَدِیْقَکَ فِیْ مُصِیْبَتِکَ وَذَا الْقَرَابَۃِ عِنْدَ فَاقَتِکَ :- اپنی بیوی اور اولاد کا تو اپنی عدم موجودگی میں امتحان کر اور اپنے دوست کا مصیبت میں اور رشتہ داروں کا فقر و فاقہ کے وقت۔

۲۵- وَلَا تَتَّخِذْ عَدُوَّ صَدِیْقِکَ صَدِیْقًا :- اور اپنے دوست کے دشمن کو دوست مت بنا۔

۲۶- سَاعِدْ اَخَاکَ وَاِنْ جَفَاکَ : اپنے بھائی سے سازگاری رکھ اگرچہ وہ آپ کے ساتھ بے مروتی کرے۔

۲۷- وَلَا تُصَاحِبْ ھَتَّاکًا فَتَکُوْنَ مُتَّھَمًا وَلَا تُخَالِطْ ذَا فُجُوْرٍ فَتُرِیْ مُتَّھَمًا : اور چغلخور کی صحبت مت رکھ کہ اس سے تو ہمیشہ مبتلائے الم رہے گا اور فاجر سے اختلاط مت کر تو متہم سمجھا جائے گا۔

فرمودات حضرت علی کرم اللہ وجہہ

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعض مقالات منقول از کتاب مطالب السؤل للشیخ محمد بن طلحہ القرشی الشافعی (المتوفی ۶۵۲ھ)

توحید و عدل

سالہ انسان یوماً عن التوحید والعدل۔ فقال لہٗ فی جوابہ ان لا تتوھمہ والعدلُ ان لا تتّھمہٗ۔

ترجمہ :- کسی شخص نے آپ سے توحید اور عدل کی حقیقت دریافت کی۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ توحید یہ ہے کہ اس کو متوہم نہ کرے اور عدل یہ ہے کہ اس کو متہم نہ کرے

اے برتر از خیال و قیاس و گمان وہم

مشیت ایزدی

سُئِلَ ھل المعاصی بمشیّۃ اللہ تعالیٰ ام لا فقال للسائل ھَلْ خلقک اللہ تعالیٰ کما شِئْتَ اَوْ کما شاءَ فقال بل کما شاءَ۔ فقال ھَلْ خلقک لِمَا شِئْتَ اَوْ لِمَا شاءَ فقال لما شاءَ فقال ھَلْ مشیّتہ غالبۃ او مغلوبۃ۔ قال بل غالبۃ۔ قال فاذا خلقک کما شاءَ و لما شاءَ ومشیّتہ غالبۃٌ فکیف تفعل مالا یشاءُ فکن موقنًا ومُصدِّقًا وَ مَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ۔

ترجمہ :- آپ سے پوچھا گیا کہ کیا معاصی اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہیں یا اس کی مشیت سے نہیں۔ آپ نے سائل سے فرمایا۔ یہ بتاؤ کہ تجھ کو اللہ تعالیٰ نے تیری مشیت کے موافق پیدا کیا یا اپنی مشیت کے موافق۔ اس نے کہا نہیں بلکہ اپنی مشیت کے موافق پیدا کیا۔ پھر آپ نے پوچھا کہ تجھ کو تیری مشیت کے وقت پیدا کیا یا اپنی مشیت کے وقت۔ اس نے کہا اپنی مشیت کے موافق۔ پھر آپ نے پوچھا کہ اس کی مشیت غالب ہے یا مغلوب، اس نے کہا کہ غالب ہے۔ آپ نے فرمایا پس جب کہ اس نے تجھ کو اپنی مشیت کے موافق اور اپنی مشیت کے وقت پیدا کیا اور اسی کی مشیت غالب ہے۔ پھر تو ایسا فعل کیونکر واقع کر سکتا ہے جس کے ساتھ اس کی مشیت متعلق نہ ہو۔ پس تو یقین، تصدیق اختیار کر جس کی دلیل یہ آیت ہے

تمہاری مشیت بدون مشیت حق تعالیٰ کے واقع نہیں ہو سکتی۔

(مطالب السئول ص۹۱)

مرغوبات دُنیا کی حقیقت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک لمبا سانس لیا۔ آپ نے فرمایا اے جابر تمہارا سانس دُنیا پر دراز ہوا؟ حضرت جابر نے کہا ہاں! (غالباً کوئی ضروری حاجت ان کی بند ہو گئی ہو گی) آپ نے فرمایا دُنیا کی لذتیں سات ہیں۔ ماکول، مشروب، ملبوس، منکوح، مرکوب، مشموم، مسموع، پس ماکولات میں سب سے زیادہ لذیذ چیز شہد ہے اور وہ ایک مکھی کا لعاب ہے، مشروبات میں سے سب سے زیادہ جلیل القدر چیز پانی ہے اور اس کا تمام انسانوں اور جانوروں کے لیے مباح ہونا اور زمین پر اس کا رواں ہونا اور ملبوسات میں سب سے اعلیٰ دیبا ہے اور وہ ایک کیڑے کا لعاب ہے اور منکوحات میں سب سے اعلیٰ عورتیں ہیں اور ان کی حقیقت من حیث المنکوحات یہ ہے ایک پیشاب گاہ دوسرے پیشاب گاہ میں داخل ہوتا ہے اور وہ مثال میں ایک فراش کی جو پامال کیا جاتا ہے۔ اور ایک منقصت اس میں یہ ہے کہ اعضاء نسوانی میں جو زیادہ حسین ہیں (چہرہ وغیرہ) ان کی تزئین کا قصد کیا جاتا ہے بغرض اس عضو کے جو اس کے اعضا میں سب سے زیادہ بد صورت ہے (یعنی شرمگاہ) اور یہ ظاہر ہے کہ سب بناؤ سنگار اسی لیے ہے کہ مرد کو رغبت ہو اور اس کی رغبت کا محل یہی ہے۔ تو احسن اعضاء کی تزئین اس اقبح اعضاء کے لیے ہوئی، اور مرکوبات میں سب سے اعلیٰ گھوڑا ہے اور وہ اکثر گرا کر ہلاک کر دیتا ہے اور مشمومات میں سب سے زیادہ جلیل القدر مشک ہے جو ایک چوپایہ کی ناف کا خون ہے اور مسموعات میں سب سے زیادہ جلیل القدر راگ اور گیت ہے اور وہ گناہ ہے (جو مسلمان کی نفرت کے لیے کافی ہے) پس جن لذائذ کی یہ حالت ہو تو ان پر کوئی عقل مند سانس نہیں بھرے گا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ واللہ اس کے بعد کبھی میرے قلب پر اُن کا خیال تک نہیں گزرا۔

(مطالب السئول)

عید الفطر

حضرت مولانا عبید اللہ انور حسب سابق باغ بیرون شیرانوالہ دروازہ میں پڑھائیں گے۔ نماز ٹھیک ۸½ بجے ہو گی۔　(ناظم انجمن)

اعلان داخلہ

مدرسہ دار العلوم عثمانیہ (رجسٹرڈ) ۸۵ رسول پارک لاہور ایک دینی و علمی درسگاہ ہے جو ایک عرصے سے علوم دینیہ کی تعلیمی و تدریسی خدمات حسب استطاعت بہترین طریقہ پر سرانجام دے رہا ہے۔ دار العلوم میں حفظ و ناظرہ قرأت و تجوید سے قرآن مجید پڑھنے والے طلبہ کے علاوہ درس نظامی پڑھنے والے طلبہ کو بھی ہر سال حسب گنجائش داخل کیا جاتا ہے۔ دار العلوم میں اب تک سیکڑوں بچوں اور بڑوں نے ناظرہ قرآن مجید مع تجوید پڑھا اور کئی طلبہ حفظ قرآن مجید سے فارغ ہوئے اور بہت سے طلبہ نے کتب درس نظامی (علاوہ دورۂ حدیث کے) پڑھیں جن میں کتب تفسیر، فقہ، اصول فقہ، حدیث، منطق، فلسفہ، ادب عربی و فارسی صرف و نحو وغیرہ شامل ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ مدرسہ ہذا کو قابل محنتی و مخلص اساتذہ کی خدمات حاصل ہیں۔ بیرونی و مقامی مستحق طلبہ کو رہائش و کتب خواندگی کے علاوہ خورد و نوش کے لیے مناسب مقدار میں ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔ مدرسہ ہذا میں امسال داخلہ انشاء اللہ تعالیٰ ۷ سے ۲۰ شوال تک جاری رہیگا خواہشمند طلبہ کو چاہیے کہ بروقت ناظم دار العلوم سے رابطہ قائم کریں

منجانب الاحقر غلام مصطفیٰ ناظم دار العلوم عثمانیہ

۸۵ رسول پارک (سابق مدرس جامعہ اشرفیہ) لاہور

قبولِ اسلام

میں کہ مبارک احمد ولد پیر سراج الدین قوم قریشی مکان ۱۵/۳۰۲ حاجی پورہ سیالکوٹ خاندانی مرزائی (احمدی) تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھ کو ہدایت دی ہے اور میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اب میں حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی ظلی یا بروزی نبی نہیں آ سکتا۔ نبوت کا دروازہ بالکل بند ہو چکا ہوا ہے آپ کے بعد اگر کوئی شخص جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کافر، دجال، مرتد، دائرہ اسلام سے خارج ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا لہٰذا وہ بھی کافر، دجال، مرتد، بے ایمان اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کا اسلام سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔ میں بمع اپنے بیوی بچوں کے صدق دل سے اسلام کو سچا مذہب سمجھ کر مرزا محمد بشیر صاحب سالار اعلیٰ مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے دست راست پر مسلمان ہوتا ہوں میں آٹھ سال سے بیمار ہوں سب حضرات میری صحت کے لیے دعا کریں۔ اور مزید دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اسلام پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مبارک احمد بقلم خود ولد پیر سراج دین قوم قریشی
مکان نمبر ۱۵/۳۰۲ حاجی پورہ سیالکوٹ

رمضان المبارک کے بعد

مجلس ذکر اور آیت کریمہ

کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گا۔ پہلی مجلس خیر برکت ۳۰ ستمبر بعد نماز مغرب ہو گی۔

ناظم انجمن

ادارہ خدام الدین کی طرف سے

قارئین کو عید مبارک!

عید کی تعطیلات کے پیش نظر آئندہ شمارہ شائع نہیں ہو گا۔